امیر خسروؒ

امیر خسرو ۶۵۱ھ میں پٹیالی (ضلع ایٹہ) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام سیف الدین تھا جو چنگیزی حملوں کی وجہ سے لاچین سے ہندوستان آ گئے تھے۔جب خسرو نے ہوش سنبھالا تو ابتدائی تعلیم کی شروعات ہوئی مگر نہ صرف سبق پڑھتے بلکہ شعر بھی کہنے لگے۔عربی و فارسی میں مہارت حاصل کی اور پھر شعر و شاعری میں لگ گئے۔شعر و شاعری کا چرچہ ہر طرف ہونے لگا۔یہ بلبن کا زمانہ تھا۔ایک دن بلبن کے بیٹے (بغرا خاں) کے دربار میں امیر خسرو نے اپنے اشعار پڑھے، شہزادہ نے خوش ہو کر ایک لگن بھر کر روپے عطا کئے۔پھر تو اس طرح ان کی شاعری کا شور ہوا کہ دربار کے خاص شعرا میں شامل ہو گئے۔امیر خسرو کے ایک خاص دوست حسن دہلوی بھی اسی دربار سے منسلک تھے۔بادشاہ

Scanned with CamScanner

کے ساتھ جنگ میں بھی شامل ہوتے تھے۔ایک مرتبہ تو بادشاہ مارا گیا تو یہ دونوں دشمنوں کی قید میں چلے گئے۔دوسال کے بعد رہائی ملی۔

امیر خسرو نے بلبن کے بعد کئی بادشاہوں کا دور دیکھا پھر خلجی حکمرانوں نے دہلی پر حکومت کی اور پھر تغلق نے دہلی پر اپنا پرچم لہرایا۔ان تمام بادشاہوں کا دور دیکھا اور حکومت کے اُتار چڑھاؤ سے گہرا واسطہ رہا۔اس کا سبب یہ تھا کہ وہ دربار سے جڑے ہوئے تھے۔امیر خسرو کو حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ جب امیر خسرو نے حضرت نظام الدین اولیاء کے وصال کی خبر سنی تو بیقرار ہو گئے۔روتے روتے وہ دہلی آئے ۔اس زمانہ میں خسرو بنگال میں تھے۔اپنے پیرومرشد محبوب الٰہی کے مزار پر سیاہ کپڑا پہن کر مجاوری کرنے لگے اور تقریباً چھ مہینے کے بعد ان کا بھی انتقال ۷۲۵ھ میں ہو گیا۔

ہندوستان میں امیر خسرو سے بڑا کوئی شاعر پیدا نہیں ہوا۔غزل ،مثنوی، رباعی، مرثیہ،قصیدہ وغیرہ میں اپنے جوہر دکھائے۔خسرو اگر چہ دربار سے جڑے رہے مگر ان کے کلام میں صوفیانہ مزاج بھرا پڑا ہے۔مثنوی،غزل ،قصیدہ ،وغیرہ میں دونوں طرح کے پہلو ملتے ہیں۔مثنوی میں اگر صوفیانہ باتیں ہیں تو جنگ وجدل کا بھی ذکر ہے۔غزل میں عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں رنگ ہیں۔قصیدہ میں اگر ایک طرف بادشاہوں کی تعریفیں کی ہیں تو دوسری طرف ان کے سامنے دست طلب نہیں پھیلایا۔اور کہیں نہ کہیں سے صوفیانہ پہلو بھی نکال لیتے ہیں۔مرثیہ میں اس قدر درد بھر دیتے ہیں کہ سننے والا رورو کر برا حال کر لیتا۔کہتے ہیں کہ بلبن کے سامنے دوسال کی قید میں لکھا گیا مرثیہ خسرو نے سنایا جس کو سن کر رورو کر بلبن کو بخار آ گیا اور اسی بخار نے بلبن کو قبر تک پہنچا دیا۔یعنی امیر خسرو فن شاعری میں ہر طرح سے مہارت رکھتے تھے۔

امیر خسرو کی تصانیف:

دیوان جسے پانچ حصوں میں بانٹا گیا ہے۔(۱) تحفۃ الصغر (۱۹سال کی عمر تک کی شاعری) (۲) وسط الحیات (۲۰ سے ۳۰ سال کی شاعری) (۳) غرۃ الکمال (۳۰ سے ۴۰ سال کی شاعری)(۴) بقیہ نقیہ (یہ بڑھاپے کی شاعری ہے)(۵) نہایۃ الکمال (اس میں زندگی

Scanned with CamScanner

کے آخری دنوں کی شاعری ہے)۔

امیر خسرو نے خمسۂ نظامی (نظامی گنجوی کی پانچ مثنویاں) کے جواب میں پانچ مثنویاں بھی لکھیں ہیں۔

(۱) مطلع الانوار	نظامی کے 'مخزن الاسرار' کے جواب میں
(۲) شیریں وخسرو	نظامی کے 'خسرو شیریں' کے جواب میں
(۳) مجنوں ولیلیٰ	نظامی کے 'لیلیٰ مجنوں' کے جواب میں
(۴) آئینۂ سکندری	نظامی کے 'سکندر نامہ' کے جواب میں
(۵) ہشت بہشت	نظامی کے 'ہفت پیکر' کے جواب میں

ان کے علاوہ امیر خسرو کی اور بھی تصانیف ہیں۔قرآن السعدین، نُہ سپہر، مفتاح المفتوح یہ کتابیں ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات زندگی اوران کے اوصاف پر لکھی گئی ہیں۔ان کی تاریخی اہمیت بہت ہے۔

تغلق نامہ، افضل الفوائد، اعجاز خسروی، مناقب ہند، تاریخ دہلی بھی خسرو کی تصانیف ہیں۔

امیر خسرو "سبک ہندی" کے بانی ہیں۔انہوں نے ہندوستان میں فارسی ادب میں ہندی طرز کو شامل کیا۔ ہندی الفاظ کو فارسی میں جگہ دی۔امیر خسرو اگرچہ مثنویوں کے سبب جانے جاتے ہیں مگر ان کی غزلوں نے بھی ہندوستان وایران کے شاعروں کے دلوں کو چھولیا ہے۔کہتے ہیں شیخ سعدیؒ امیر خسروؒ سے ملنے ہندوستان آئے تھے مگر یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔

امیر خسرو نے اپنی غزلوں میں عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں کو جگہ دی ہے۔ان کی غزلیں اتنی مشہور ومعروف ہیں کہ قوالی اور غزل سرائی کی جان سمجھی جاتی ہیں۔آج بھی ان کا صوفیانہ کلام بڑے شوق سے گایا جاتا ہے۔ان کا یہ شعر عشق حقیقی کی زندہ مثال ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

Scanned with CamScanner

اس طرح کے عشقیہ کلام سے ان کا کلام بھرا پڑا ہے۔ان کی شاعری فارسی شاعری کی آبرو ہے۔فارسی ادب امیر خسرو کے احسان کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔تا قیامت امیر خسرو کا نام اسی فارسی شاعری اور صوفی صفت انسان کی وجہ سے زندہ رہے گا۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner